سُود

حرمت۔ خباثتیں۔ اشکالات

شعبہ تصنیف وتالیف

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

شائع کردہ:

مکتبہ خدّام القرآن لاہور

36۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔فون:35869501-3

انتساب

ان باہمت حضرات وخواتین کے نام
جو حکمِ قرآنی
وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (الحج: 78)
پر عمل کرتے ہوئے اور
اپنی بہترین صلاحیتیں لگاتے ہوئے
نظامِ باطل کے خاتمے اور دینِ حق کے غلبے
کے لیے مال وجان سے جہاد کر رہے ہیں۔

فہرست

1
پیش لفظ

2
پاکستان میں انسدادِ سود۔ کاوشیں اور حکومتی کردار

3
ربا کیا ہے؟

4
حرمتِ سود۔۔۔آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں

5
حرمتِ سود۔۔۔احادیث مبارکہ کی روشنی میں

6
سود کی خباثتیں

7

اعتراضات اور جوابات

8

لائحہ عمل

پیش لفظ

24 جون 2002ء کا دن اسلامی جمہوریۂ پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن تھا۔ اس روز پاکستان کی سپریم کورٹ نے سود کے حوالے سے وفاقی شرعی عدالت کے 14 نومبر 1991ء کے فیصلے کو نہ صرف کالعدم قرار دیا بلکہ انسدادِ سود کے حوالے سے تیس برس کی محنتوں کو بالکل صفر کر دیا۔ حالانکہ دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق عقائد کے اعتبار سے بدترین گناہ شرک ہے جس کو اللہ تعالیٰ (بغیر توبہ کے) کبھی معاف نہیں فرمائے گا (النساء، آیات 48 اور 116) اور عمل کے اعتبار سے قبیح ترین گناہ سودی لین دین ہے، جس کے خلاف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔ (البقرہ، آیت 279)

سپریم کورٹ کا فیصلہ حکومتِ وقت کی خواہشات کے عین مطابق اور اس کی طرف سے دباؤ کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ مسلمانانِ پاکستان اور بالخصوص دینی و مذہبی حلقوں کی طرف سے اس فیصلے کے خلاف کوئی مؤثر احتجاج سامنے نہیں آیا: ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا!

سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف کوئی احتجاج نہ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ بحیثیت مجموعی ہماری دینی غیرت و حمیت بالکل مر چکی ہے۔ للہٰذا انتہائی ضروری ہے کہ:

i))

مسلمانانِ پاکستان کی غیرتِ دینی کو بیدار کیا جائے۔

ii))

سود کے خلاف ان کے دلوں میں نفرت پیدا کی جائے۔

iii))

سود کی خباثتوں اور تباہ کاریوں سے ان کو آگاہ کیا جائے۔

iv))

سپریم کورٹ میں سماعت کے دوران اٹھائے گئے ان اعتراضات کا جواب دیا جائے جنہوں نے بہت سے ذہنوں میں انتشار پیدا کر دیا ہے۔

یہ کتاب مندرجہ بالا مقاصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مرتب کی گئی ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں انجمن خدام القرآن سندھ' کراچی کے شعبۂ تصنیف و تالیف نے حسبِ ذیل کتابوں سے استفادہ کیا ہے:

تفاسیر:

i))

بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانویؒ

ii))

معارف القرآن از مولانا مفتی محمد شفیعؒ

iii))

تفہیم القرآن از مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

iv))

احسن البیان از مولانا صلاح الدین یوسف

کتب:

i))

سود کی متبادل اساس از شیخ محمود احمد مرحوم

ii))

مسئلۂ سود اور غیر سودی مالیات از محمد اکرم خان

iii))

پاکستان کی معیشت سے سود کے خاتمے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کا خلاصہ از ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن

iv))

اسلامی بینکاری (انگریزی) از ڈاکٹر محمد عمران اشرف عثمانی

v))

پاکستان میں عالمی مالیاتی اداروں کا کردار اور ان کا اثر و رسوخ (خطاب) از ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں کو قبول فرمائے اور ہمیں وہ دن نصیب فرمائے جب اسلامی جمہوریۂ پاکستان واقعی اسلامی مملکت بن جائے۔ آمین!

نوید احمد
اکیڈمک ڈائریکٹر
انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی

پاکستان میں انسدادِ سود
کاوشیں اور حکومتی کردار

1969ء: اسلامی مشاورتی کونسل نے ڈھاکہ میں اپنے اجلاس منعقدہ دسمبر 1969ء میں اسٹیٹ بینک کے استفسار پر ملک میں رائج نظامِ بینکاری کے تحت جاری کیے جانے والے قرضوں، سیونگ سرٹیفکیٹس، پرائز بانڈز، پوسٹل لائف انشورنس اسکیم وغیرہ کو سودی قرار دیا اور علماء و ماہرین پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی بنانے کی تجویز دی جو غیر سودی نظامِ معیشت کے قیام کے لیے سفارشات مرتب کر سکے۔

1973ء: دستورِ پاکستان کی دفعہ 37 میں طے کیا گیا کہ ملک کی اقتصادیات کو سودی لین دین سے جلد از جلد پاک کرنا ریاست کی منصبی ذمہ داری ہے۔ دستور میں واضح طور پر کہا گیا کہ 9 سال کے عرصہ میں ملک کے پورے قانونی، معاشی اور معاشرتی نظام کو اسلامی سانچے میں ڈھال دیا جائے گا۔

1977ء: 29 ستمبر کو صدر ضیاء الحق نے اسلامی نظریاتی کونسل کو غیر سودی معیشت کے قیام کے لیے سفارشات مرتب کرنے کا کام تفویض

کیا۔ کونسل نے نامور ماہرینِ اقتصادیات اور بینکاروں پر مشتمل ایک 15 رکنی پینل قائم کیا' جس نے شب وروز محنت کر کے سفارشات مرتب کیں۔

1980ء: 25 جون 1980ء کو اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی حتمی رپورٹ صدر ضیاء الحق کو پیش کی لیکن اس پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی کوشش سے اس رپورٹ کو استفادۂ عام کے لیے شائع کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ اس رپورٹ کا خلاصہ صدیقی ٹرسٹ (المنظر اپارٹمنٹس' 458 گارڈن ایسٹ' نزد لسبیلہ چوک کراچی) نے شائع کیا۔

1981ء: ملک میں وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی' لیکن یہ پابندی لگادی گئی کہ دس سال تک ملک کے مالی معاملات عدالت کے دائرۂ کار سے باہر رہیں گے۔ سود کے متبادل کے طور پر بینکوں میں مارک اپ اور PLS کھاتوں کے نام سے نظام قائم کیا گیا جسے علماء کرام نے سود ہی کی ایک صورت قرار دیا۔

1988ء: 15 جون 1988ء کو صدر ضیاء الحق نے نفاذِ شریعت آرڈیننس کے ذریعے ایک اسلامی معیشت کمیشن قائم کیا اور پروفیسر ڈاکٹر احسان رشید (سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی) کو اس کمیشن کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ اس کمیشن نے ایک سال تک کام کیا' مگر بے نظیر بھٹو کے دورِ حکومت میں اس آرڈیننس کو اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور یہ کمیشن بھی ختم ہو گیا۔

1991ء: نواز شریف کے حکم سے ایک کمیٹی پروفیسر خورشید احمد کی سربراہی میں غیر ملکی قرضوں سے نجات اور خود انحصاری کے لیے قائم کی گئی جس نے ایک قلیل عرصے میں خاصا کام کر کے اپنی رپورٹ 10 اپریل 1991ء کو پیش کی۔

11 مئی 1991ء کو نواز شریف حکومت نے ملکی معیشت کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنے کے لیے گورنر اسٹیٹ بینک کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا۔ اس کمیشن نے خاصا کام کیا' مگر پھر بے نظیر بھٹو کے دوسرے دورِ حکومت میں اس کمیشن کا کام تعطل کا شکار ہو گیا۔ نواز شریف نے اپنے اس پہلے دورِ حکومت میں مولانا عبدالستار خان نیازی کی قیادت میں ایک کمیٹی کو غیر سودی معیشت کے لیے سفارشات مرتب کرنے کا کام سونپا۔ اس کمیٹی نے بھی اپنی مرتب کردہ سفارشات پیش کیں۔ 14 نومبر 1991ء کو وفاقی شرعی عدالت نے جسٹس تنزیل الرحمٰن کی سربراہی میں طویل سماعت کے بعد Bank Interest کو 'ربا' قرار دیا اور حکومت کو چھ ماہ کی مہلت دی' تاکہ وہ ملکی معیشت کو سود سے پاک کر دے۔ عدالت میں سماعت کے دوران ملک کے ممتاز ماہرینِ معیشت' وکلاء اور علماء پیش ہوئے۔

نواز شریف حکومت نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی اور اگلے آٹھ سال تک اس اپیل کی سماعت بھی نہ ہو سکی' لہٰذا معاملہ تعطل کا شکار رہا۔

1997ء: 23 فروری 1997ء کو نواز شریف حکومت نے ملک سے سود کے خاتمے کے لیے راجہ ظفر الحق کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی جس نے خاصا کام کیا۔ تاہم عملی اقدامات کی طرف پیش رفت نہ ہو سکی۔

1999ء: سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ نے وفاقی شرعی عدالت کے 1991ء کے فیصلے کے خلاف دائر کردہ حکومتی اپیل کی سماعت کی اور 23 دسمبر 1999ء کو حکومت کی اپیل کو مسترد کرتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی توثیق کی اور حکومت کو خاتمۂ سود کے لیے 30 جون 2001ء تک کی مہلت دی۔ حکومت نے رازداری سے اس فیصلے کے خلاف ایک سرکاری بینک UBL کے ذریعے نظر ثانی کی اپیل دائر کر دی۔

2001ء: جون 2001ء میں حکومت نے UBL کے ذریعے سپریم کورٹ سے سودی معیشت کے خاتمہ کے لیے مزید مہلت طلب کی اور سپریم کورٹ نے حکومت کو مزید ایک سال کی مہلت دے دی۔

2002ء: ماہِ مئی 2002ء کے اوائل میں ایڈووکیٹ جنرل آف پاکستان نے اس حکومتی موقف کا اظہار کیا کہ اب حکومت ایسے علماء کی آراء سے استفادہ کرے گی جو Bank Interest کو 'ربا' نہیں سمجھتے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اس موقف پر حسبِ ذیل اخباری اشتہار کے ذریعے اپنے ردِّ عمل کا اظہار کیا:

" ایک جانب بھارتی افواج ہماری سرحدوں پر کھڑی ہیں اور بے تابی کے ساتھ حملے کے حکم کا انتظار کر رہی ہیں' اور دوسری جانب ہماری حکومت اللہ' اور

رسولؐ کے ساتھ جنگ کو جاری رکھنے کے لیے نت نئی چالیں سوچ رہی ہے!!
پاکستان کی دینی ومذہبی قیادت

ایڈووکیٹ جنرل آف پاکستان کے اس بیان کا سنجیدگی سے نوٹس لے کہ:
''اوّلاً امتناعِ سود کے ضمن میں نظر ثانی کی اپیل پر زور دیا جائے گا اور ایسے ''علماء'' کی آراء سے استفادہ کیا جائے گا جو بینک کے سود کو ''ربا'' نہیں سمجھتے اور ثانیاً بعض ایسے مسلم ملکوں کی مثالوں سے راہنمائی حاصل کی جائے گی جہاں غیر سودی کے ساتھ ساتھ سودی بینکنگ بھی جاری ہے!''
اور حکومت سے پر زور مطالبہ کرے کہ 30 جون سے پہلے پہلے سپریم کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے!!
واضح رہے کہ اس موقع پر علماء و مشائخ اور دینی ومذہبی جماعتوں کی خاموشی سے ان پر قرآن حکیم کے یہ الفاظ صادق آجائیں گے کہ: (لَوْلَا یَنْھٰھُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِھِمُ الْاِثْمَ وَاَکْلِھِمُ السُّحْتَ) (المائدۃ: ٦٣) یعنی ''کیوں نہیں روکتے انہیں ان کے مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے؟''
بدقسمتی سے ملک کی دینی ومذہبی قیادت نے ڈاکٹر صاحب کی اپیل پر کوئی توجہ نہ دی اور حکومت نے اگلے قدم کے طور پر عالمی سطح کے معروف عالمِ دین اور فقیہہ جسٹس تقی عثمانی صاحب کو بغیر کوئی وجہ بتائے سبکدوش کر دیا اور ان کی جگہ دو غیر معروف حضرات کو سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ کا جج مقرر کر دیا۔
6 جون سے سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ نے UBL کی طرف سے دائر کردہ نظر ثانی کی اپیل کی سماعت شروع کی۔ سپریم کورٹ کے قواعد کے مطابق کسی فیصلہ کے خلاف نظر ثانی کی اپیل کی سماعت وہی بنچ کر سکتا ہے جس نے وہ فیصلہ دیا ہو۔ لیکن اس قاعدے کی خلاف ورزی کی گئی اور ایک ایسے بنچ نے اپیل کی سماعت کی جو سرے سے اس کا مجاز ہی نہ تھا۔ دینی جماعتوں کے وکلاء نے پہلے روز بنچ کی تشکیل کے حوالے سے یہ اعتراض اٹھایا اور عدالت سے یہ مطالبہ بھی کیا کہ وہ سماعت سے قبل ان تمام فریقوں کو نوٹس دے جو اس سے قبل اس معاملہ میں فریق رہے ہیں۔ عدالت نے جواب دیا کہ وہ پہلے اپیل کے قابلِ سماعت ہونے کا جائزہ لے گی اور پھر سماعت شروع کرے گی' لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔
سماعت کے دوران سرکاری وکلاء نے سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ کے 1999ء کے فیصلے کے خلاف چند نئے نکات اٹھائے۔ عدل کا تقاضا تھا کہ ان نکات کے جواب تیار کرنے اور پھر تفصیلی سماعت کے لیے عدالت علماء اور دینی جماعتوں کے وکلاء کو وقت دیتی' لیکن عدالت نے عجلت سے کام لیتے ہوئے سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ کے دسمبر 1999ء کے تاریخ ساز فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا اور معاملے کو دوبارہ فیڈرل شریعت کورٹ کی طرف refer کر دیا کہ وہ از سر نو تمام معاملات پر نظر ثانی کرے۔ گویا اس طرح اب تک کی جملہ پیش رفت پر بیک جنبش قلم خط تنسیخ پھیر دیا گیا اور قوم کو ایک غیر معینہ مدت تک کے لیے سودی شکنجے میں جکڑا رہنے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف علم بغاوت بلند کیے رکھنے کے عذاب میں مبتلا رہنے کا سامان فراہم کر دیا گیا۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

ربا کیا ہے؟

قرآنِ حکیم میں میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(وَاِنۡ تُبۡتُمۡ فَلَکُمۡ رُءُوۡسُ اَمۡوَالِکُمۡ) (البقرۃ: ۲۷۹)

"اور اگر تم (سود سے) باز آجاؤ تو تمہارے لیے ہے تمہارا اصل مال (principal)"۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((کُلُّ قَرۡضٍ جَرَّ مَنۡفَعَۃً فَھُوَ رِبًا))

" قرض پر لیا گیا اضافہ ربا ہے"۔ (الجامع الصغیر' بحوالہ معارف القرآن)

اس آیتِ قرآنی اور ارشادِ نبویؐ کی روشنی میں فقہاء نے "ربا" کی تعریف یوں بیان کی ہے:

ھُوَ الۡقَرۡضُ الۡمَشۡرُوۡطُ فِیۡہِ الۡاَجَلُ وَزِیَادَۃُ مَالٍ عَلَی الۡمُسۡتَقۡرِضِ

" ایسا قرض جو کسی میعاد کے لیے اس شرط پر دیا جائے کہ مقروض اس کو اصل مال میں اضافہ کے ساتھ ادا کرے گا"۔ (احکام القرآن از امام جصّاص)

حرمتِ سود

آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں

-1 سورۃ الروم' آیت 39 (نزول 6 نبویؐ)

(وَمَاۤ اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ رِّبًا لِّیَرۡبُوَا فِیۡۤ اَمۡوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرۡبُوۡا عِنۡدَ اللّٰہِ ۚ وَمَاۤ اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ زَکٰوۃٍ تُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُضۡعِفُوۡنَ m)

"اور تم جو مال دیتے ہو سود پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں' سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے ہاں' اور جو دیتے ہو زکوۃ کے طور پر تاکہ اللہ کی رضا حاصل کرو تو ایسے مال بڑھتے رہیں گے"۔

2۔ سورۃ آلِ عمران' آیت 130 (نزول 3 ہجری)

(یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡکُلُوا الرِّبٰۤوا اَضۡعَافًا مُّضٰعَفَۃً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ Z وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡۤ اُعِدَّتۡ لِلۡکٰفِرِیۡنَ a)

"اے ایمان والو! مت کھاؤ سود بڑھتا چڑھتا' اور اللہ کی نافرمانی سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔ اور بچو اُس آگ سے جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے"۔

3۔ سورۃ النساء' آیات 161-160 (نزول 5 ہجری)

(فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَیۡہِمۡ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ لَہُمۡ وَبِصَدِّہِمۡ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ کَثِیۡرًا D وَّاَخۡذِہِمُ الرِّبٰوا وَقَدۡ نُہُوۡا عَنۡہُ وَاَکۡلِہِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ ؕ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ مِنۡہُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا)

"پس یہود کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر پاکیزہ چیزیں حرام کیں جو پہلے ان پر حلال تھیں' اور اس وجہ سے کہ وہ اللہ کے راستے سے روکتے تھے بہت زیادہ' اور اس وجہ سے کہ سود لیتے تھے حالانکہ اُن کو اس سے منع کیا گیا تھا' اور اس وجہ سے کہ لوگوں کا مال کھاتے تھے ناحق۔ اور تیار کر رکھا ہے ہم نے ان میں سے کافروں کے لیے دردناک عذاب"۔

4۔ سورۃ البقرۃ' آیات 276 -275 (نزول 9 ہجری)

(اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَیۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰہُ الۡبَیۡعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنۡ جَآءَہٗ

مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّہٖ فَانْتَہٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَط وَاَمْرُہٗٓ اِلَی اللّٰہِط وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِج ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ O یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِط وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ (P

”جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں اُٹھیں گے (روزِ قیامت) مگر جس طرح اُٹھتا ہے وہ شخص جس کے حواس کھو دیے ہوں شیطان نے لپٹ کر۔ یہ حالت ان کی اس وجہ سے ہوئی کہ وہ کہتے تھے تجارت بھی تو ایسے ہی ہے جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے تجارت کو اور حرام کیا ہے سود کو۔ پھر جس کو پہنچی یہ نصیحت اس کے ربّ کی طرف سے اور وہ باز آ گیا تو اس کے لیے ہے جو پہلے لے چکا' اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے' اور جو کوئی پھر سود لے گا تو وہی لوگ ہیں دوزخ والے' وہ اس میں رہیں گے ہمیشہ۔ مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔ اور اللہ پسند نہیں کرتا ہر ناشکر گزاری کرنے والے گناہ گار کو“۔

5۔ سورۃ البقرۃ' آیات 281-278 (نزول 9 ہجری)

(یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ R فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ S وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍط وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ T وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِقف ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَہُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ (U

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی رہ گیا ہے اگر تم مؤمن ہو۔ پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ اور اس کے رسولؐ سے۔ اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے لیے ہے تمہارا اصل مال۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔ اگر مقروض تنگ دست ہے تو مہلت دینی چاہیے سہولت ہونے تک۔ اور بخش دو تو یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم سمجھو۔ اور ڈرتے رہو اُس دن سے جس دن لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف۔ پھر پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا ہر شخص کو اُس کا جو اُس نے کمایا اور اُن پر ظلم نہ ہو گا“۔

حرمتِ سود

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

1۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ آکِلَ الرِّبَا وَمُؤْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَشَاہِدَیْہِ وَقَالَ: ((ہُمْ سَوَاءٌ)) (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی سود لینے اور کھانے والے پر اور سود دینے اور کھلانے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر۔ اور آپؐ نے فرمایا: ”(گناہ کی شرکت میں) یہ سب برابر ہیں“۔

2۔ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ حُوْبًا اَیْسَرُہَا اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّہٗ)) (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”سود خوری کے گناہ کے ستر حصے ہیں۔ ان میں ادنیٰ اور معمولی ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرے“۔

3۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَنْظَلَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((دِرْہَمٌ رِبًا یَاْکُلُہُ الرَّجُلُ وَہُوَ یَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّۃٍ وَّثَلَاثِیْنَ زَنْیَۃً)) (مسند احمد)

حضرت عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ” سود کا ایک درہم جس کو آدمی جانً بوجھ کر کھاتا ہے' چھتیس بار زنا سے زیادہ گناہ رکھتا ہے“۔

4۔ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ)) قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا ہُنَّ؟ قَالَ: ((اَلشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ الرِّبَا وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ)) (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ” سات مہلک اور تباہ کن گناہوں سے بچو!“ صحابہ کرامؓ

نے پوچھا: یارسول اللہؐ ! وہ کون سے سات گناہ ہیں؟آپؐ نے ارشاد فرمایا:''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا'اور جادو کرنا'اور ناحق کسی کو قتل کرنا'اور سود کھانا'اور یتیم کا مال کھانا'اور (اپنی جان بچانے کے لیے) جہاد میں لشکر اسلام کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جانااور پاک دامن بھولی بھالی مؤمن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا''۔

5۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((اَتَیْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی قَوْمٍ بُطُوْنُھُمْ کَالْبُیُوْتِ فِیْھَا الْحَیَّاتُ تُرٰی مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِھِمْ فَقُلْتُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ یَا جِبْرَائِیْلُ؟ قَالَ: ھٰؤُلَاءِ اَکَلَۃُ الرِّبَا)) (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:''معراج کی رات میرا گزر ہواایک ایسے گروہ پر جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے'جن میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو باہر سے نظر آتے تھے۔میں نے پوچھا جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟انہوں نے بتلایا یہ سود خور لوگ ہیں''۔

6۔ عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ ﷺ : ((رَاَیْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ رَجُلًا یَسْبَحُ فِیْ نَھَرٍ وَیُلْقَمُ الْحِجَارَۃَ فَسَاَلْتُ مَا ھٰذَا؟ فَقِیْلَ لِیْ: آکِلُ الرِّبَا))' (مسند احمد)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:''معراج کی رات میں نے دیکھا کہ ایک شخص نہر میں تیر رہاہےاوراسے پتھروں سے مارا جارہاہے۔میں نے پوچھا یہ کیاہے؟مجھے بتایا گیا کہ یہ سود کھانے والاہے''۔

7۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((اِنَّ الرِّبَا وَاِنْ کَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَہٗ تَصِیْرُ اِلٰی قُلٍّ)) (ابن ماجہ' مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے لیکن اس کا آخری انجام قلّت اور کمی ہے''۔

8۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ : ((لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنْھُمْ اَحَدٌ اِلَّا آکِلُ الرِّبَا' فَاِنْ لَّمْ یَاْکُلْ اَصَابَہٗ مِنْ غُبَارِہٖ))
(ابوداؤد' ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے مروی ہے:''یقیناًلوگوں پرایک ایسازمانہ آئے گاکہ کوئی نہ بچے گا لیکن وہ سود کھانے والا ہوگا' جو خود سود نہ کھاتا ہوگا تواس کا غبار ضروراُس کے اندر پہنچے گا۔''

9۔ عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((اَلذَّھَبُ بِالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃُ بِالْفِضَّۃِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ یَدًا بِیَدٍ' فَاِذَا اخْتَلَفَتْ ھٰذِہِ الْاَصْنَافُ فَبِیْعُوْا کَیْفَ شِئْتُمْ اِذَا کَانَ یَدًا بِیَدٍ)) (مسلم)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''سونا سونے کے بدلے' چاندی چاندی کے بدلے' گندم گندم کے بدلے' جو جو کے بدلے' کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے.برابر برابر اور نقد و نقد ہوں۔جب یہ اصناف مختلف ہوں تو پھر نقد کی صورت میں جیسے چاہو تجارت کرو۔''

اس حدیث طیبہ میں رسول اللہ ﷺ نے ان اشیاء میں کسی جنس کے باہمی تبادلے کی صورت میں برابر ہونے کی صراحت فرمائی۔مزید تاکید پیدا کرنے کے لیے الفاظ کو تکرار کے ساتھ استعمال کیا ہے۔مثلاً مثل کی ''سواءً بسواءٍ'' کے ساتھ تاکید فرمائی ہے۔کمی بیشی کی اجازت مختلف اصناف کی صورت میں دی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان چھ چیزوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا: ((مِثْلًا بِمِثْلٍ یَدًا بِیَدٍ فَمَنْ زَادَ اَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰی اَلْآخِذُ وَالْمُعْطِیْ فِیْہِ سَوَاءٌ)) (مسلم)''یہ چیزیں برابر برابر اور نقد ہوں'جس نے زیادہ دیا یا طلب کیا یقیناًاس نے سود لیا' لینے اور دینے والا دونوں اس میں برابر ہیں۔''

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے پوری طرح وضاحت فرمادی کہ ان ربویات میں زائد طلب کرنے والا اور ادا کرنے والا دونوں سودی ہیں۔ ربا الفضل کی حرمت کو ثابت کرنے والی احادیث صحیح مسلم کے علاوہ صحیح بخاری' سنن الترمذی' سنن النسائی' سنن ابن ماجہ اور مسند احمد میں بھی موجود ہیں۔ منکرین حدیث اور متجددین سے جب ان احادیث کا کوئی جواب نہیں بن پاتا تو وہ احادیث کی صراحت کو بعد کے راویوں کا اضافہ قرار دے کر جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس دعویٰ کی دلیل چاہیے جو کسی کے پاس نہیں ہے۔ جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ صحیح اور مرفوع احادیث ربا الفضل کی حرمت میں نص ہیں۔

سود کی خباثتیں

ویسے تو سود کی یہی خباثت سب سے نمایاں ہے کہ یہ ازروئے قرآن وسنت بدترین قسم کا حرام کام ہے اور جب سود کو سرمایہ کاری کی اساس کے طور پر قبول کیا جائے تو اس کی خباثتیں اتنی سمتوں سے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ اتنے اعتبارات سے انسان کی خوشحالی پر حملہ آور ہوتا ہے کہ ان کا انتہائی مختصر ذکر بھی (فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ) کا مفہوم سمجھانے کے لیے کافی ہے۔ ذیل میں سود کی تباہ کاریوں کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا جارہا ہے:

(1) محنت کی ناقدری اور سرمائے کی برتری

دنیا میں ہر کام کے لیے محنت اور سرمایہ لگانا پڑتا ہے خواہ اس کام کا تعلق صنعت وحرفت سے ہو یا زراعت و تجارت سے۔ پھر کوئی بھی کام ایسا نہیں جس میں نقصان کا خطرہ نہ ہو۔ لیکن سرمایہ دار سود کی وجہ سے ہمیشہ ایک لازمی اضافے کا حق دار قرار پاتا ہے اور اسے کبھی نقصان کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ انسانی محنت اگر ضائع بھی ہو جائے تب بھی سرمایہ دار اپنا سود چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتا۔ یہ صورتِ حال عقل' منطق' اخلاقیات غرض ہر اعتبار سے غیر منصفانہ ہے۔

(2) تہذیب وتمدن کا قتل

بظاہر سودی نظام معاشی تعمیر و ترقی کا ذریعہ ہے لیکن سودی نظام کا عملی اطلاق (application) دراصل انسانیت پر سرمائے کی فوقیت کو تسلیم کرنے کا اعلان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نئی تہذیب میں شرافت، ہمدردی' رزقِ حلال اور انسان کی قیمت گرتی جارہی ہے اور لالچ، حرص' لوٹ کھسوٹ اور فراڈ سب سے مؤثر اور توانا جذبے بنتے جارہے ہیں۔ بعض اوقات سودی قرض لینے والے کی تمام کمائی' وسائل' یہاں تک کہ گھر اور گھر میں موجود ضروریاتِ زندگی پر بھی قبضہ کرلیا جاتا ہے۔ صورتِ حال اس سنگینی کو بھی پہنچ جاتی ہے کہ انسان خودکشی پر اور اپنے بھوک سے بلبلاتے بچوں کو اپنے ہاتھوں قتل کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ لیکن خواہ کوئی ضرورت مند بیماری' بھوک' افلاس سے کراہ رہا ہو یا بیروزگار اپنی زندگی سے بیزار ہو' سود خور کی شقاوت و سنگدلی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اسے صرف اپنے نفع سے غرض ہوتی ہے۔

(3) دوسرے کی کمائی پر اجارہ داری

سود خور محض مال دے کر بغیر کسی محنت ومشقت کے دوسروں کی کمائی کے ایک معین حصے میں شریک ہو جاتا ہے۔ اس کا سرمایہ نہ صرف محفوظ بلکہ بڑھتا رہتا ہے جبکہ مقروض کو ملنے والا نفع بھی بعض اوقات طویل مدت (Long Term Period) میں سود کی ادائیگی کی نذر ہو جاتا ہے۔

(4) خود غرضی و مفاد پرستی

سود خور کو چونکہ ایک مقررہ شرح پر سود ملتا ہے' چنانچہ اسے کسی کاروبار کی ترقی یا مندی سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ وہ انتہائی خود غرضی سے صرف اپنے منافع پر نظر رکھتا ہے۔ اگر کبھی کساد بازاری (Market Decline) کا اندیشہ ہوتا ہے تو فوراً اپنا روپیہ کھینچ لیتا ہے اور قلّتِ سرمایہ (Scarcity of Capital) کی وجہ سے پیداواری عمل (Production Process) پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سود خور کی خود غرضی کی یہ انتہا ہے کہ اسے ملکی و قومی مفادات پر بھی ذاتی مفادات عزیز ہوتے ہیں۔ پاکستان پر اِس وقت کل بیرونی قرضہ 40 بلین ڈالر تک پہنچ چکا ہے اور چند پاکستانیوں کی بیرونِ ملک بینکوں میں جمع شدہ رقم 100 بلین ڈالر سے زائد ہے۔ مسلم ممالک پر کل بیرونی قرضہ اس وقت 700 بلین ڈالر ہے جبکہ مسلم ممالک کے امیر افراد کے 1000 بلین ڈالر سے زائد کا سرمایہ مغربی بینکوں میں رکھا ہوا ہے۔

(5) سودی قرضہ۔ نقصان کا پیش خیمہ

دنیا کا کوئی کاروبار ایسا نہیں ہے جس میں خطرات (risks) نہ ہوں' لیکن کسی کاروبار کے لیے سودی قرضہ لینا بذاتِ خود ایک بہت بڑا کاروباری خطرہ (Business Risk) ہے کہ جس میں لازماً ایک مقررہ شرح پر سود ادا کرنا ہوتا ہے' خواہ کاروبار میں منافع ہو یا نہ ہو۔

(6) ناجائز منافع خوری

سودی قرضہ لے کر کیے جانے والے کاروبار میں نہ صرف سود بلکہ اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے دیگر خطرات (risks) اور ادائیگیوں (payments) کے لیے وسائل کی فراہمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے منافع کی شرح کو زیادہ رکھا جاتا ہے۔ اس سے ایسے لوگوں کو جو اس قسم کا کاروبار اپنے سرمائے سے کرتے ہیں' حد سے زائد منافع کمانے کا موقع میسر آ جاتا ہے۔

(7) مہنگائی میں اضافہ

اشیاء کی قیمت کا تعین کرتے وقت دیگر اخراجات کے ساتھ سود کی ادائیگی اور سود کی وجہ سے دیگر خطرات (risks) کی پیش بندی کے لیے حد سے زیادہ منافع بھی شامل کیا جاتا ہے جس سے اشیاء کی مجموعی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگر اشیاء کی تیاری کے لیے خام مال فراہم کرنے والے' اشیاء تیار کرنے والے' اشیاء کو مارکیٹ میں فراہم کرنے والے اور اشیاء کو مارکیٹ میں فروخت کرنے والے' سب ہی سودی قرضوں پر اپنے اپنے کام کر رہے ہوں تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہر سطح پر سود کی وجہ سے اشیاء کی قیمت میں کس قدر اضافہ ہوگا۔ مثلاً دسمبر 1988ء میں پاکستان نے عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ tructural Adjustment Programme کا معاہدہ کیا۔ اس کی وجہ سے سودی قرضوں اور سود کی ادائیگیوں میں زبردست اضافہ ہوا' اور نتیجتاً قیمتوں میں 500 سے 700 گنا اضافہ ہوا۔

(8) اشیاء کے کرائے میں اضافہ

سود کی وجہ سے ہر شے کے کرائے میں اضافہ ہو جاتا ہے خواہ وہ زمین' دکان' مشینری' کارخانہ یا ذرائع حمل و نقل ہی ہوں' کیونکہ ان سب کی مالیت میں سود شامل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شکست و ریخت (wear & tear) کے اخراجات (depreciation) کے ساتھ ساتھ کرائے کے توسط سے بھی منافع کی سطح کو مزید اونچا رکھنے کی بنیاد فراہم ہو جاتی ہے۔

(9) محنت کشوں کا استحصال

منافع کو اونچا رکھنے کے اقدامات میں سے ایک مزدوروں کو ان کا پورا معاوضہ نہ دینا بھی ہے۔ سود اور اس کی وجہ سے پیش آنے والے دیگر خطرات کی پیش بندی کے لیے کاروبار کے اکثر وسائل استعمال ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً مزدوروں کو اُن کی محنت کی مناسبت سے معاوضہ کی ادائیگی نہیں کی جاتی۔ مزدوروں میں کمی ((downsizing اور تنخواہوں میں کمی ((cut short کی بنیادی وجہ یہی ہوتی ہے۔

(10) بے روزگاری میں اضافہ

بیسویں صدی کے مشہور ماہر معاشیات پروفیسر کینز ((Keynes نے علمی سطح پر یہ ثابت کیا ہے کہ سود کے خاتمے کے بغیر بے روزگاری کا خاتمہ ممکن نہیں۔ سود سرمائے کی صلاحیتِ کار ((productivity کو بری طرح متاثر کرتا ہے۔ سود اور اس کی وجہ سے پیش آنے والے دیگر خطرات کی پیش بندی کے لیے کم سے کم افرادی قوت کو زیادہ سے زیادہ منافع کے حصول کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس سے بیروزگاری جنم لیتی ہے۔ بے روزگار لوگ جو روزگار میں لگائے جانے کے آرزومند ہوتے ہیں' انہیں روزی نہیں مل سکتی۔ ان میں سے ہر ایک میں سرمایہ حاصل کر کے چھوٹے کاروبار کرنے کی اہلیت نہیں ہوتی یا چھوٹے کاروبار میں سود کے استحصالی بوجھ کو اٹھانے کی قوت نہیں ہوتی۔ پھر چھوٹے کاروبار کے لیے سرمایہ دار بھی قرض دینے پر راضی نہیں ہوتا۔

(11) اشیاء کی طلب ((demand میں کمی

سود کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور اشیاء کی مانگ اتنی نہیں ہوتی جتنی کہ قیمتوں کو صحیح سطح پر برقرار رکھنے سے ممکن ہوتی ہے۔ اس طرح طلب ((demand اور رسد ((supply کا توازن برقرار نہیں رہتا اور کساد بازاری ((Market Decline کا خطرہ ہر وقت سر پر منڈلاتا رہتا ہے۔

(12) بچتوں اور سرمایہ کاری پر منفی اثرات

سرمایہ کاری ((investment کا انحصار بچتوں پر ہے۔ سود براہِ راست بچتوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ سود کی وجہ سے قیمتوں میں ہونے والا اضافہ لوگوں کی قوتِ خرید ((purchasing power کو متاثر کرتا ہے' جس سے بچتوں کی شرح میں کمی واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ پاکستان میں 1965ء میں شرح سود 5 فیصد اور بچتوں کی شرح 13 فیصد تھی۔ اس کے برعکس 1985ء میں شرح سود 16 تا 17 فیصد جبکہ بچتوں کی شرح 5 فیصد تھی۔ بچتوں میں کمی سے سرمایہ کاری پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

(13) سرمائے کی کارکردگی پر برا اثر

سود سرمائے کی کارکردگی پر منفی اثرات ڈالتا ہے۔ وہ چھوٹے کام جن میں سود کا بوجھ اٹھانے کی سکت کم ہوتی ہے وہ یا تو شروع ہی نہیں کیے جا سکتے یا شروع کرنے کے بعد نقصان اٹھا کر چھوڑنے پڑتے ہیں۔ اس منفی اثر کا ہی نتیجہ ہے کہ بہت سے قدرتی وسائل کی تسخیر ((exploration رک جاتی ہے۔

(14) پیداوار کی تحدید

منافع کی سطح کو سود کی سطح کے مطابق اونچا رکھنے کی وجہ سے کساد بازاری ((Market Decline کا خطرہ رہتا ہے۔ اس خطرے کو ٹالنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اشیاء کی پیداوار کو محدود کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے پیداوار کو اس سطح سے آگے نہیں بڑھنے نہیں دیا جاتا جس سے منافع کی بلند

ترین سطح ممکن ہو سکے۔ امریکہ میں ہر سال اربوں ڈالر محض زرعی پیداوار کو کم کرنے پر خرچ کیے جاتے ہیں۔ چونکہ اتنی بڑی رقم فاضل نہیں ہوتی ' چنانچہ یہ رقم سودی قرض پر حاصل کی جاتی ہے۔ انسانی محنت اور وسائل کے ضیاع کی اس سے زیادہ عبرتناک مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

(15) سرمائے کی وافر فراہمی کو روکنا

سرمایہ دارانہ نظام کو سب سے بڑا خطرہ اس بات سے ہوتا ہے کہ سرمایہ اس قدر وافر نہ ہو جائے کہ سود بہت کم یا ختم ہی ہو جائے۔ اس مقصد کے لیے Bank Reserve کا حربہ اختیار کیا جاتا ہے۔ جس قدر Reserve زیادہ ہوگا سرمائے کی فراہمی اسی قدر محدود ہوگی۔ مزید یہ کہ بے روزگاری اور قیمتوں میں اضافے سے بچتوں پر منفی اثر ہوتا ہے' جس سے سرمائے کی فراہمی ویسے ہی محدود ہو جاتی ہے۔

(16) حکومت کے آمدنی سے زیادہ اخراجات

سرمایہ دار طبقہ اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے حکومتوں کو باور کراتا ہے کہ کساد بازاری (جو کہ سود کا ہی استحصالی مظہر ہے) میں اضافہ حکومت کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے۔ لہٰذا لوگوں کو روزگار مہیا کرنے اور ان کی قوتِ خرید بڑھانے کے لیے حکومت کو اپنے اخراجات اپنی آمدنی سے زیادہ رکھنے چاہئیں۔ دنیا کی بیشتر حکومتیں (بشمول پاکستان) سرمایہ داروں کے اس جال میں گرفتار ہیں۔ اس طرح بجٹ میں خسارے (Budget Deficit) کی تلافی کے لیے انہی سرمایہ داروں سے مزید سودی قرضے لیے جاتے ہیں' جن کا بوجھ بھی بالآخر عوام کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

(17) افراد' تعمیری اداروں اور ملکی آمدنی کے کثیر حصے پر سرمایہ داروں کا قبضہ

حکومتوں کو اپنے جال میں پھانسنے کے بعد سرمایہ دار طبقہ انہی حکومتوں کو اپنے استحکام کا ذریعہ بنالیتا ہے۔ یہ طبقہ نہ صرف افراد اور تعمیری اداروں کی آمدنی کے ایک کثیر حصے کا مالک بن جاتا ہے بلکہ ملکی آمدنی کے اس کثیر حصہ پر بھی قابض ہو جاتا ہے جو قرضوں پر سود کی شکل میں حکومتوں کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح ہر سال کھربوں روپیہ قرض لیا جاتا ہے اور اربوں روپیہ سود ادا کیا جاتا ہے۔

(18) ظالمانہ ٹیکسوں کا بوجھ

حکومت وسائل کی کمی کو پورا کرنے کی خاطر مختلف نوعیت کے ٹیکس عائد کرتی ہے۔ بڑے بڑے سرمایہ داروں سے ٹیکسوں اور لوٹی ہوئی دولت کی وصولی تو مشکل ہوتی ہے لیکن عام استعمال کی اشیاء پر ٹیکس لگا کر اور لازمی سہولیات (utilities) کی قیمتوں میں اضافہ کر کے وسائل کا حصول نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ لہٰذا ٹیکسوں کا ظالمانہ بوجھ بھی عام آدمی پر ڈال دیا جاتا ہے۔

(19) گردشِ دولت پر منفی اثرات

اس بات پر عمومی اتفاق ہے کہ معیشت کی بہتری کے لیے گردشِ دولت (Circulation of Wealth) کے عمل کا بہتر ہونا اور جاری رہنا ضروری ہے۔ یعنی مردہ مال (Dead Money) کم سے کم ہونا چاہیے اور زندہ مال (Active Money) زیادہ سے زیادہ۔ مگر سود کے استحصالی مظاہر کی وجہ سے دولت چند ہاتھوں میں مقید ہو جاتی ہے۔ سرمایہ دار اپنے ذاتی مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے جب چاہتے ہیں سرمایہ مارکیٹ سے نکال لیتے ہیں' جس سے گردشِ دولت کا عمل متاثر ہوتا ہے اور معاشی شرح افزائش (Economic Growth Rate) پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پاکستان میں معاشی شرح افزائش 1980ء میں 6.5 فیصد تھی۔ 1988ء میں عالمی مالیاتی اداروں سے معاہدہ ہوا جس کے بعد 1990ء میں یہ شرح 4.6 فیصد

ہو گئی۔ اوراب عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ مزید تعاون کے نتیجے میں یہ شرح صرف 3.3 فیصد رہ گئی ہے۔

(20) ملک و قوم کے لیے مفید کاموں کی حوصلہ شکنی

سودی معیشت میں ایسے کاموں کے لیے وسائل کی فراہمی مشکل ہو جاتی ہے جو اگرچہ ملک و قوم کے لیے کتنے ہی ضروری ہوں لیکن غیر پیداواری ہوں یاجو رائج الوقت شرح سود کا بوجھ نہ اٹھا سکتے ہوں۔ مثلاً تعلیم اور صحت کے شعبہ جات۔ چنانچہ وفاقی بجٹ برائے سال 2003 - 2002ء میں تعلیم کے لیے بجٹ کا ایک فیصد' صحت کے لیے 0.3 فیصد اور سودی قرضوں کی ادائیگی کے لیے 39 فیصد حصہ مختص کیا گیا ہے۔

(21) اجتماعی بہبود پر تباہ کن اثرات

سودی معاشی نظام میں سود خوروں کی ایک قلیل تعداد کے مفادات کے تحفظ کی ضمانت ہوتی ہے۔ لوگوں کی غالب آمدنی پر ان کا قبضہ ہوتا ہے۔ ملک و قوم کے بیشتر وسائل ان کے استعمال میں ہوتے ہیں۔ مارکیٹ میں سرمائے کی فراہمی محض ان کے ہاتھوں میں مقید ہوتی ہے۔ قیمتوں کا اتار چڑھاؤ ان ہی کے رحم و کرم پر ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک عظیم اکثریت کو خطرات میں ڈال کر' ان کی محنت و مشقت کے ثمرات کو غصب کر کے اور انھیں بنیادی ضروریات کی فراہمی تک سے محروم کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔ یوں ایک عظیم اکثریت کی بدحالی کچھ لوگوں کی خوشحالی کا ذریعہ بنتی ہے۔ بقول اقبال: ؎

ظاہر میں تجارت ہے' حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا' لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات!

(22) معاشرتی عدم استحکام

سود کی متذکرہ بالا تباہ کاریوں کی وجہ سے غریب' غریب تر اور امیر' امیر تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بقول مولانا مناظر احسن گیلانی: ایک طرف دولت کا ورم ہوتا ہے اور دوسری طرف فقر کی لاغری۔ معاشی استحصال کی وجہ سے ایک عظیم اکثریت غربت کی سطح سے بھی نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہوتی ہے۔ اس
غیر منصفانہ تقسیم دولت
(Unequal Distribution of Wealth) کی وجہ سے طبقاتی تقسیم (Class Distribution) پیدا ہوتی ہے' جو شدت اختیار کر کے ایک طبقاتی کشمکش (class conflict) کو جنم دیتی ہے۔ سود خور سرمایہ داروں اور عوام الناس کے مفادات میں تضادات کی وجہ سے انتشار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جس سے ملک بدامنی کا شکار ہو جاتا ہے۔ چوریاں' ڈاکے' اغوا' قتل و غارت کے واقعات بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ ارجنٹائن میں بدامنی اور انتشار کی کیفیت اور امریکہ' آسٹریلیا اور یورپ میں عالمی مالیاتی اداروں کے خلاف زبردست اور پر تشدد مظاہرے اسی بدامنی کا مُنہ بولتا ثبوت ہیں۔

(23) کمیونزم کی مصیبت

سودی استحصال کے خلاف جب محروم طبقات آواز اٹھاتے ہیں تو سود خور انتہائی مسکین صورت اختیار کر لیتے ہیں اور منافع کو جو کہ سود کے استحصال کا ظاہری مظہر ہے' تمام معاشی برائیوں کی جڑ کے طور پر آگے پیش کر دیتے ہیں۔ نتیجتاً سرمایہ داری کے خلاف ردّ عمل سود کے خلاف مؤثر اقدام کے بجائے کمیونزم کی راہ اختیار کر لیتا ہے جس میں منافع کو ختم کرنے کے لیے ہر قسم کی ذاتی ملکیت ختم کر دی جاتی ہے۔ تمام چیزیں بشمول زمین' مکان' دکانیں ،کارخانے وغیرہ قومیا (Nationalize کر) لیے جاتے ہیں۔ مگر لطیفہ یہ ہے کہ بینکوں میں پڑی سود خوروں کی رقم نہ تو قومیائی جاتی ہے اور نہ اس پر سود

کی ادائیگی بند ہوتی ہے۔ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ رقمیں اگر ضبط کرلیں گے اور سود نہیں دیں گے تو بچتیں نہیں ہو سکیں گی۔ گویا قصور سرمایہ دار کرتا ہے اور سزا سب انسانوں کو ملتی ہے اور انہیں ہر قسم کی فکری' سیاسی اور شخصی آزادی سے محروم کر کے جبری مساوات کے شکنجے میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

(24) بین الاقوامی کشید گی میں اضافہ

ملک میں سود کی وجہ سے بڑھنے والی بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے مختلف ممالک برآمدات میں اضافے کی کوششیں کرتے ہیں۔اس مقصد کے لیے کرنسی کی قدر میں کمی (devaluation) کا سہارا لیا جاتا ہے' تاکہ عالمی منڈی میں برآمدات کی قیمت دیگر ممالک کے مقابلے میں کم کر کے برآمدات میں اضافہ کیا جائے۔ مگر چونکہ دیگر ممالک بھی اس عمل کو اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں' لہٰذا کوئی ملک اس سمت میں کامیابی حاصل نہیں کر پاتا۔ اس کے نتیجے میں بسااوقات مختلف ممالک کے درمیان کشید گی (tension) پیدا ہو جاتی ہے جو بڑھ کر جنگ کی سی شدت اختیار کر لیتی ہے۔

(25) عبرتناک بے بسی

سرمایہ دارانہ سودی نظام سے متاثر ماہرین معاشیات موجودہ معاشی تباہ کاریوں کا علاج اور حل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ سود کی پیدا کردہ تباہ کاریوں کا خاتمہ سود ختم کیے بغیر ممکن نہیں۔ مگر چونکہ سود کو دور کرنا انہیں منظور نہیں' اسی لیے ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتے چلے جاتے ہیں۔ان کے تجویز کردہ بے روزگاری کے تمام علاج گرانی بڑھانے والے اور گرانی کے تمام علاج بے روزگاری بڑھانے والے ہیں۔ لہٰذا عصرِ حاضر کی معاشیات کے بڑے بڑے مسائل کے سامنے ماہرینِ معاشیات کی بے بسی قابلِ رحم بھی ہے اور عبرتناک بھی۔

(26) سب سے بڑا خسارہ

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بقول دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ایک دودھاری تلوار کی طرح انسانوں کا استحصال کرتی ہے۔اس سے انسانوں کی دنیا وآخرت دونوں ہی برباد ہو جاتی ہیں۔ سرمایہ داروں کا طبقہ مالِ حرام پر عیش تو کرتا ہے لیکن روحانی سکون سے محروم ہو جاتا ہے اور عیش میں یادِ خدا اور فکرِ آخرت سے غافل رہتا ہے۔ پھر حدیثِ نبویؐ کے مطابق حرام کمائی سے پلنے والا جسم جہنم ہی میں جانے کا حق دار ہے (مسند احمد)۔ دوسری طرف غریب کو ضروریاتِ زندگی کی فکر نہ صرف ہر وقت ستائے رکھتی ہے بلکہ آخرت کی تیاری سے بھی بیگانہ رکھتی ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ سکتی ہے کہ حدیثِ نبویؐ ((کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَکُوْنَ کُفْرًا)) (۱) (قریب ہے کہ فقر' کفر تک پہنچ جائے) کے مصداق انسان کو مایوسی کفر تک لے جاتی ہے۔

اعتراضات وجوابات

پہلا اعتراض: سورۃ البقرۃ میں سود کی حرمت سے متعلق آیات کا اطلاق فقراء و مساکین کے لیے ہے' نہ کہ اُن صنعت کاروں اور تاجروں کے لیے جو بڑے بڑے قرضے لیتے ہیں۔

جواب: سورۃ البقرۃ آیت 278 میں حکم ہے کہ: (وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا) ''چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی بچا ہے''۔اس حکم میں ایسی کوئی تخصیص نہیں کہ ربا کس سے لینا جائز ہے اور کس سے لینا ممنوع ہے' بلکہ ہر قسم کے ربا کی ممانعت کر دی گئی ہے۔آیت 280 میں فرمایا گیا: '' قرض خواہ اگر تنگ دست ہو تو اس کو مہلت دو''۔اس سے یہ مراد لینا کہ قرض خواہ اسی صورت میں تنگدست ہو سکتا ہے کہ فقیر ہو' درست نہیں۔ یہ صورت کسی تاجر یا

صنعت کار کے لیے بھی ہو سکتی ہے کہ اس کا مال کاروبار میں لگا ہوا ہو اور فوری طور پر قرض کی واپسی اس کے لیے ممکن نہ ہو۔ بلکہ مہلت کا معاملہ تو اسی کے لیے ہے جس کے معاشی حالات بہتر ہونے کی توقع ہو۔ فقراء اور مساکین کے لیے تو زیادہ مناسب ہے کہ (اَنۡ تَصَدَّقُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ) کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ان کا قرض معاف ہی کر دیا جائے۔

ربا کی ممانعت سے متعلق جو آیات سورۃ البقرۃ میں نازل ہوئیں ان میں سے آیت 279 میں فرمایا گیا: (لَا تَظۡلِمُوۡنَ وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ) ''نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے''۔ لہٰذا سود کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے نوعِ انسانی پر ظلم ہوتا ہے۔ جو صنعت کار یا تاجر بینک سے بڑے بڑے قرضے لیتے ہیں کیا وہ سود اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں؟ نہیں' بلکہ وہ صنعتی طور پر تیار شدہ مال یا مالِ تجارت کی قیمت میں سود کو بھی شامل کرتے ہیں۔ لہٰذا اصل بوجھ تو خریداروں یعنی صارفین پر آتا ہے جن میں امراء اور غرباء سب ہی شامل ہوتے ہیں۔ پھر کیا قرض لینے والے صنعت کاروں یا تاجروں کا نفع یقینی ہوتا ہے کہ وہ بینک کو لازماً قرض کے ساتھ اضافہ بھی ادا کریں؟ ظلم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک فریق (یعنی بینک) کے نفع کی ضمانت ہو اور دوسرے کے نفع کی کوئی ضمانت نہ ہو۔

بینک صرف تجارتی اور صنعتی قرضوں پر ہی سود وصول نہیں کرتے بلکہ صرفی قرضوں پر بھی سود وصول کرتے ہیں۔ مثلاً حکومت بینکوں سے جو قرض لیتی ہے ان میں سے بڑا حصّہ دفاع اور غیر ترقیاتی کاموں کے لیے ہوتا ہے۔ اسی طرح عام شہری بھی بینکوں سے مکانات کی تعمیر' سواریوں کے حصول' گھریلو اثاثہ جات کی خریداری اور شادی بیاہ کی رسومات وغیرہ کے لیے قرض لیتے ہیں۔

دوسرا اعتراض: سورۂ آل عمران آیت 130 میں کہا گیا کہ دگنا چوگنا سود نہ لو۔ گویا مناسب سود لینا جائز ہے۔

جواب: سورۂ آلِ عمران کی یہ آیت جنگِ اُحد کے بعد 3 ہجری میں نازل ہوئی۔ اس آیت میں دیا گیا حکم عبوری دَور کے لیے تھا۔ سود کی ممانعت کا حتمی حکم 9 ہجری میں سورۃ البقرۃ آیات 280-275 میں نازل ہوا۔ سورۂ آل عمران کی اس آیت میں عبوری دَور کے لیے حکم دیا گیا تھا کہ سود مرکب یعنی سود دَر سود لینا چھوڑ دو۔ کسی ایسے حکم کو جو عبوری دَور کے لیے ہو' قانون یا دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ مثلاً شراب کی حرمت کے حوالے سے کوئی سورۃ النساء کی آیت 43 (لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنۡتُمۡ سُکٰرٰی) (نماز کے قریب مت جاؤ جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو) کو دلیل نہیں بنا سکتا کہ میں اس آیت کے حکم پر عمل کرتے ہوئے صرف نماز کے اوقات میں شراب نوشی سے اجتناب کروں گا۔ سود کی ممانعت کے حوالے سے حتمی حکم سورۃ البقرۃ آیت 278 میں ہے کہ: (وَذَرُوۡا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا) ''جو کچھ سود میں سے رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو''۔ قرض دار صرف اصل زر (principal) واپس لینے کا حق دار ہے' جیسا کہ سورۃ البقرۃ آیت 279 میں فرمایا گیا: (فَلَکُمۡ رُءُوۡسُ اَمۡوَالِکُمۡ) یعنی تمہارے لیے صرف اصل زر ہے۔ اصل زر سے زائد جو بھی لیا جائے وہ ظلم ہے' جیسا کہ اس آیت میں فرمایا گیا: (لَا تَظۡلِمُوۡنَ وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ) ''نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے''۔

مزید برآں آیت میں ''بڑھتا چڑھتا سود نہ لو'' کے الفاظ مرکب سود کی شناعت اور خباثت ظاہر کرنے کے لیے ہیں نہ کہ مناسب حد تک سود لینے کے جواز کے لیے۔ سورۃ المائدۃ آیت 44 میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو''۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے میں خواہ کتنی ہی دنیا کما لی جائے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس آیت کا یہ مفہوم نہیں کہ اللہ کی آیات کے بدلے میں تھوڑی قیمت لینا حرام اور زیادہ قیمت لینا جائز ہے۔

سورۂ آلِ عمران آیت 130 کو دلیل بنا کر اگر کوئی سودِ مفرد کو جائز سمجھنے لگے تو یہ بھی درست نہیں' کیوں کہ سود سے حاصل ہونے والی رقم کو دوبارہ قرض کے طور پر دینے سے سودِ مرکب ہی کی صورت پیدا ہو جائے گی۔

تیسرا اعتراض: بینکوں کا کام ربا نہیں بلکہ بیع کے زمرے میں آتا ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے۔

جواب: بینک بیع یعنی تجارت نہیں کرتے بلکہ صرف قرض دیتے ہیں۔ تجارت میں سرمائے اور اشیاء کا لین دین ہوتا ہے' نفع کے حصول کے لیے ذہنی و جسمانی محنت کرنا پڑتی ہے اور کسی وقت بھی نقصان کا اندیشہ (risk) ہوتا ہے۔ بینک جو قرض دیتا ہے اس میں یہ امور نہیں پائے جاتے۔ بینک دیے گئے

قرض پر لازمی اضافہ کا طلب گار ہوتا ہے اور یہی "ربا" ہے۔ معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے الجامع الصغیر سے ربا کی تعریف کرتے ہوئے ارشادِ نبویؐ نقل کیا ہے:

((کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَۃً فَھُوَ رِبًا)) "قرض پر لیا گیا اضافہ ربا ہے۔"

لہٰذا بینکوں کا کام بیع نہیں بلکہ ربا کے زمرے میں آتا ہے۔ اس حقیقت کو وہ شخص بھی جانتا ہے جو بینکنگ کے لین دین کے بارے میں سطحی سی معلومات رکھتا ہے۔ جو لوگ جانتے بوجھتے بینک کے ربا کو بیع قرار دے رہے ہیں ان کا ذکر سورۃ البقرۃ آیت 275 میں اس طرح سے آیا ہے: (قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا) "انہوں نے کہا کہ بیع بھی تو ربا کی طرح ہے"۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا) "اور اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے"۔ اگلی آیت میں اس طرح کی بات کہنے والوں کو "کَفَّار" کہا گیا ہے۔ لہٰذا بقول مولانا اشرف علی تھانویؒ اس طرح کا قول کفر پر دلالت کرتا ہے۔

چوتھا اعتراض: تجارتی/صنعتی قرضوں پر سود ربا کے زمرے میں نہیں آتا۔

جواب: قرض تجارتی ہو، صنعتی ہو یا ذاتی ضرورت کے لیے ہو، اگر اس کے معاملے میں مقروض سے اضافہ وصول کیا جا رہا ہے تو یہ ربا ہے اور مقروض پر ظلم ہے۔ صرفی قرضوں کی طرح تجارتی اور صنعتی قرضوں میں بھی دو اعتبارات سے ظلم کا اندیشہ ہوتا ہے:

1۔ جو صنعت کار یا تاجر بینک سے سودی قرض لیتے ہیں وہ صنعتی طور پر تیار شدہ مال یا مالِ تجارت کی قیمت میں سود کو بھی شامل کرتے ہیں۔ اس سے جو مہنگائی ہوتی ہے اس کا بوجھ صارفین پر آتا ہے۔

2۔ صنعتی یا تجارتی قرض لینے والے کو بعض اوقات نقصان ہو جاتا ہے، لیکن اسے بینک کو قرض کے ساتھ لازمی اضافہ پھر بھی ادا کرنا پڑتا ہے جو کہ ظلم ہے۔

پانچواں اعتراض: اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ مجھے قرض دو، میں تمہیں بڑھا چڑھا کر لوٹاؤں گا۔

جواب: اللہ کو دیے جانے والے قرض اور بندوں کو دیے جانے والے قرض میں فرق یہ ہے کہ بندہ محتاج اور ضرورت مند ہوتا ہے جبکہ اللہ ہر قسم کی احتیاج سے پاک ہے۔ اللہ نے اپنے لیے قرض کی اصطلاح ایسے بندوں کی حوصلہ افزائی کے لیے استعمال کی ہے جو اللہ کی خوشنودی کے لیے اس کی راہ میں انفاق کرتے ہیں۔ دراصل اللہ سود خوری کو ختم کرنے کے لیے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ فاضل سرمایہ بجائے سود پر قرض دینے کے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ جو کوئی ایسا کرے گا وہ نوعِ انسانی کے لیے رحمت کا سامان کرے گا، لہٰذا اللہ اس خرچ کو اپنے ذمہ قرض قرار دے کر گویا یقین دہانی کراتا ہے کہ وہ اسے روزِ قیامت بڑھا چڑھا کر لوٹائے گا۔ اللہ کے اس وعدے سے کسی بھی انسان پر ظلم نہیں ہوگا، جبکہ دنیا میں جو لوگ سود لیتے ہیں وہ درحقیقت نوعِ انسانی پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں۔

چھٹا اعتراض: ربا کے فیصلے کو حکومتی مشینری کے ذریعے نافذ کرنا سنت نبویؐ کے خلاف ہے۔

جواب: مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے معارف القرآن میں تحریر فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں سود کی حرمت کے قانون کو رائج کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ قانون پوری انسانیت کی تعمیر اور صلاح و فلاح کے لیے ہے، لہٰذا اس کا اطلاق نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں پر بھی ہوگا۔ آپؐ نے فوری طور پر اپنے چچا حضرت عباسؓ کے سود کو ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ سود کی ممانعت کے لیے ریاستی مشینری کا استعمال سنت کے خلاف ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحبؒ نے تفہیم القرآن میں بیان فرمایا کہ سورۃ البقرۃ کی آیت 279 کے نزول کے بعد اسلامی حکومت کے دائرے میں سودی کاروبار ایک فوجداری جرم بن گیا۔ عرب کے جو قبیلے سود کھاتے تھے، اُن کو نبی ﷺ نے اپنے عُمّال کے ذریعے آگاہ فرما دیا کہ اگر وہ اس لین دین سے باز نہ آئے تو ان کے خلاف جنگ کی جائے گی۔ نجران کے عیسائیوں کو جب اسلامی حکومت کے تحت اندرونی خود مختاری دی گئی تو معاہدے

میں تصریح کر دی گئی کہ اگر تم سودی کاروبار کرو گے تو معاہدہ فسخ ہو جائے گا اور ہمارے تمہارے درمیان حالتِ جنگ قائم ہو جائے گی۔ آپؐ نے جب اہلِ طائف سے امن کا معاہدہ کیا تو اس میں سودی لین دین کے خاتمے کی شرط لگائی۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا قول ہے کہ جو شخص اسلامی مملکت میں سود چھوڑنے پر تیار نہ ہو تو خلیفۂ وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے توبہ کرائے اور باز نہ آنے کی صورت میں اس کی گردن اڑا دے (ابن کثیر)۔

ساتواں اعتراض: نبی ﷺ کے زمانے اور ہمارے زمانے کے سود میں فرق ہے۔ اُس زمانے میں کاروباری سود نہ تھا۔

جواب: اسلام جب کسی شے کو حرام قرار دیتا ہے تو اس کی تمام صورتوں کو حرام قرار دیتا ہے جو مستقبل میں پیش آسکتی ہیں۔ چنانچہ کیا شراب کی نئی اقسام 'جوئے کے نئے طریقے' فحاشی کی جدید شکلوں اور سُوَروں (pigs کی نئی اقسام کو صرف اس بنیاد پر جائز قرار دیا جاسکتا ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں یہ سب موجود نہ تھے؟ البتہ نبی ﷺ کے زمانے میں بھی کاروباری مقاصد کے لیے سودی قرضوں کا لین دین ہوتا تھا۔ طائف کے علاقے میں یہ کاروبار بہت بڑے پیمانے پر ہوتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت کے ظہور سے قبل حضرت عباس بن عبد المطلب' حضرت خالد بن ولید اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سود پر کاروباری قرضے دیا کرتے تھے۔

آٹھواں اعتراض: باہمی رضامندی کی بنا پر سودی لین دین ممنوع نہیں۔

جواب: قرض دار اور قرض خواہ کسی معاملے پر (چاہے اس میں ایک فریق کو تو نفع کی ضمانت ہے اور دوسرے کے لیے ایسی کوئی ضمانت نہیں) اگر باہم رضامند ہو بھی جائیں تو بھی یہ رضامندی سودی لین دین کو جائز نہیں قرار دے سکتی۔ باہمی رضامندی اسلام میں کسی شے کے حلال وحرام ہونے کا معیار نہیں۔ کیا دو افراد کے باہم راضی ہونے پر
ہم جنس پرستی یا زنا کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟

نواں اعتراض: قرض کی ادائیگی میں مزید مہلت کے عوض لیا جانے والا اضافہ ''ربا'' کہلاتا ہے۔

جواب: یہ ربا کی خود ساختہ تعریف ہے کہ '' قرض کی ادائیگی میں مزید مہلت کے عوض لیا جانے والا اضافہ ربا کہلاتا ہے''۔ قرض پر لیا جانے والا کوئی بھی اضافہ ربا ہے اور اس کا مہلت سے کوئی تعلق نہیں۔ سورۃ البقرۃ آیت 279 میں فرمایا گیا: (وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ) یعنی اگر تم سود سے توبہ کر لو تو تمہارے لیے صرف اصل زر ہے۔ اس سے قبل نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ: ((كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبًا)) (قرض پر لیا گیا اضافہ ربا ہے)۔ اس ارشادِ نبوی ﷺ کی روشنی میں فقہاء نے ربا کی تعریف یوں بیان کی ہے:

هُوَ الْقَرْضُ الْمَشْرُوْطُ فِيْهِ الْاَجَلُ وَزِيَادَةُ مَالٍ عَلَى الْمُسْتَقْرِضِ

'' ایسا قرض جو کسی میعاد کے لیے اس شرط پر دیا جائے کہ مقروض اس کو اصل مال میں اضافہ کے ساتھ ادا کرے گا''۔ (امام جصّاص فی احکام القرآن)

دسواں اعتراض: ربا کے بارے میں شرعی عدالت کا فیصلہ ناقابلِ عمل ہے اور یہ ملک میں انارکی کا باعث ہو گا۔

جواب: یہ بات تو واضح ہو چکی ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کا ربا کے حوالے سے فیصلہ قرآن وحدیث کی روشنی میں شریعت کے عین مطابق ہے۔ یہ کہنا کہ شریعت کے مطابق فیصلے کا نفاذ ناقابلِ عمل ہے' شریعت پر عدمِ اعتماد اور کلمۂ کفر ہے۔ سورۂ آلِ عمران آیت 130 میں سود کی حرمت بیان کرنے کے بعد اگلی آیت میں حرمتِ سود کا حکم نہ ماننے والوں کو کافر کہا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور مفسر قرآن امام قرطبیؒ کا قول ہے: ''سود کو حلال سمجھنے والے مرتد اور صرف لینے والے اسلامی حکومت کے باغی ہیں''۔ لہٰذا سود کے خاتمہ سے متعلق قرآن وحدیث کے احکامات کو ناقابلِ عمل کہنا نہ صرف کفر ہے' بلکہ انسانوں کی طرف سے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ جنگ جاری رکھنے کا اعلان ہے۔

سود کے خاتمے سے ملک میں انارکی نہیں پھیلے گی' بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے نفاذ کی وجہ سے زمین اور آسمان سے اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ظاہر ہوں گی (المائدۃ آیت 66)۔ مسلمانانِ پاکستان کی اکثریت کی بے عملی کی وجہ دین کے احکامات سے بغاوت نہیں بلکہ لاعلمی اور غفلت ہے۔ اگر تسلسل کے ساتھ تمام ذرائع ابلاغ سے سود کی حرمت' دنیا میں سود کی وجہ سے ظاہر ہونے والی خباثتیں اور آخرت میں اس گناہ کی بری سزا سے آگاہ کیا جاتا رہے تو لازماً

لوگوں کی دینی غیرت بیدار ہو گی اور وہ اس گناہ سے بچنے کا عزمِ مصمم کر لیں گے۔
سود کے خاتمہ سے ملک میں انارکی نہیں پھیلے گی بلکہ کئی طرح کے مسائل حل ہوں گے۔ مثلاً وفاقی بجٹ برائے سال 2003 - 2002ء میں اندرونِ ملک سود کی ادائیگی کے لیے 191.8 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں جو کہ کل بجٹ کا 25.8 فیصد ہیں۔ اگر سودی لین دین کو ختم کر دیا جائے تو ہم کتنے بڑے قرض کے بوجھ سے آزاد ہو جائیں گے اور بجٹ کا 162 ارب کا خسارہ نہ صرف پورا ہو جائے گا بلکہ اضافی رقم بھی دستیاب ہو گی۔
گیارہواں اعتراض: علمائے کرام متبادل کے طور پر بلاسود معیشت کا ایک نظام قائم کر کے دکھائیں۔
جواب: غیر سودی نظامِ معیشت کے قیام کے لیے گزشتہ برسوں میں حکومتِ پاکستان کی زیرِ نگرانی کئی کمیٹیاں قائم کی گئیں، جن کی تیار کردہ رپورٹس حکومت کے پاس موجود ہیں۔ ان کمیٹیوں میں علمائے کرام اور ماہرین معیشت دونوں شامل تھے۔ لہٰذا نظری سطح پر علماء و ماہرین نے حکومت کو غیر سودی معیشت کے نظام کے لیے رہنمائی فراہم کر دی ہے۔
جہاں تک غیر سودی معیشت کے نظام کے عملی نفاذ کا تعلق ہے تو یہ نظام حکومت کے زیرِ نگرانی ہی قائم کیا جا سکتا ہے۔ اس کی حسبِ ذیل وجوہات ہیں:
(i) اگر سرکاری سرپرستی میں سودی نظام جاری رہے اور غیر سرکاری طور پر غیر سودی نظامِ معیشت کو چلانے کی کوشش کی جائے تو یہ تجربہ ناکام ہو جائے گا۔ غیر سودی معیشت میں نفع کے ساتھ نقصان کا اندیشہ بھی ہوتا ہے، لہٰذا عوام کی اکثریت کے سرمائے کا رُخ سودی معیشت کی طرف ہی ہو گا اور غیر سرکاری طور پر قائم ہونے والا غیر سودی نظام ناکام ہو جائے گا۔
(ii) عوام الناس کی اکثریت سرکاری نگرانی میں قائم نظام پر اپنے سرمائے کی حفاظت کے حوالے سے زیادہ اعتماد کرتی ہے۔ غیر سرکاری مالیاتی کمپنیوں نے ماضی میں عوام کے اعتماد کو شدید دھچکا پہنچایا ہے۔ لہٰذا اب غیر سرکاری طور پر کسی مالیاتی نظام کو چلانا تقریباً ناممکن ہے۔
(iii) حکومت ہی کے اختیار میں وہ تمام وسائل اور ذرائع ہیں جن کے ذریعے خیانت اور دھوکہ دہی کی کوششوں کو روکا جا سکتا ہے اور ان جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو قانون کی گرفت میں لا کر سزا دی جا سکتی ہے۔
(iv) سود کا انسداد از روئے قرآن وسنت ہر مسلمان کا فرض ہے۔ لہٰذا حکومت اس کی ذمہ داری صرف علمائے کرام پر نہیں ڈال سکتی۔ دستورِ پاکستان کی دفعہ 37 حکومتِ پاکستان کو پابند کرتی ہے کہ وہ جلد از جلد ملک کی معیشت کو سود سے پاک کرے۔ جب ملک میں دیگر تمام اجتماعی نظام حکومت کی نگرانی میں چل رہے ہیں تو اسلامی جمہوریۂ پاکستان کی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک میں غیر سودی معیشت کا نظام بھی نافذ کرے۔
بارہواں اعتراض: جب تک معاشرہ اسلامی نہیں ہوتا معیشت سے سود کا خاتمہ نہیں کیا جا سکتا۔
جواب: یہ بات درست ہے کہ احکاماتِ شریعت پر عمل، خواہ ان کا تعلق زندگی کے کسی بھی شعبہ سے ہو، تقویٰ کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی لیے قرآن کریم میں جب بھی احکاماتِ شریعت کا بیان آتا ہے تو ساتھ ہی تقویٰ کی تلقین کی جاتی ہے۔ البتہ معاشرے کو اسلامی بنانے اور افراد میں تقویٰ پیدا کرنے کی اوّلین ذمہ داری حکومت کی ہے۔ سورۃ الحج آیت 41 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
"اگر ہم اُن (اہلِ ایمان) کو زمین میں حکومت عطا کر دیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، نیک کاموں کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے۔"
جب حکومت ہی ذرائع ابلاغ کے ذریعے بے حیائی اور حرام خوری کی طرف راغب کرنے والی نئی نئی اسکیموں کی نشر واشاعت کر رہی ہو تو افراد میں ایمان و تقویٰ کیسے پیدا ہو گا! ہمارے ملک کی اکثریت دین کی دشمن اور باغی نہیں، بلکہ ان کی بے عملی کی وجہ لاعلمی ہے۔ اگر تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعے لوگوں کو قرآن وسنت کی روشنی میں احکاماتِ شریعت، ان پر عمل کی اہمیت اور ان کی خلاف ورزی کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے تو لازماً معاشرے میں خدا خوفی اور دین داری پیدا ہو گی اور معیشت سمیت ہر شعبے میں شریعت پر عمل کی راہ ہموار ہو گی۔
تیرہواں اعتراض: سود اصل میں افراطِ زر (inflation) کی وجہ سے روپے کی قدر (value) میں کمی کی تلافی کا ذریعہ ہے۔

جواب: دراصل افراطِ زر کی بنیادی وجہ بھی سود ہی ہے۔ جیسا کہ گزشتہ سطور میں ذکر کیا گیا کہ سود ہی کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ اور لوگوں کی قوتِ خرید میں کمی واقع ہوتی ہے۔ پھر یہ سود ہی ہے جو سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کر کے اشیاء کی پیدائش (production) پر قدغن لگاتا ہے' جس سے رسد (supply) میں کمی آتی ہے اور اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ سود کے خاتمے کے بغیر افراطِ زر کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

بعض ماہرین کی رائے تھی کہ عمومی اضافے (General Indexation) کے ذریعے افراطِ زر کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ جن ملکوں نے افراطِ زر کا علاج عمومی اضافے (General Indexation) میں سمجھا انہیں کامیابی تو نہ ملی مگر وہاں افراطِ زر میں اور اضافہ ہی ہوا۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ افراطِ زر صرف قرض خواہ کو متاثر نہیں کرتا بلکہ معاشرے کے دیگر افراد کو بھی متاثر کرتا ہے۔ معاشرتی عدل کا تقاضا ہے کہ تمام متاثرین کو تحفظ دیا جائے۔ لیکن اعتراض کرنے والے صرف سود خور سرمایہ داروں کے مفادات کا رونا روتے ہیں۔ پھر سوچنے کی بات ہے کہ کیا افراطِ زر مقروض کے کسی عمل کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ سود لے کر اسے ہی سزا دی جائے؟ روپے کی قدر میں کمی کا سہارا لے کر جو لوگ سود خوری کا جواز فراہم کرتے ہیں کیا وہ اس بات پر راضی ہوں گے کہ جب قیمتوں میں کمی واقع ہو جائے تو قرض دار سے کم رقم وصول کریں؟

بلا سود قرض دینا ہمارے دین میں ایک نیکی ہے اور اگر روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے قرض خواہ کو نقصان ہوتا ہے تو آخرت میں اس کا بھی اجر ملے گا۔ البتہ اگر قرض خواہ روپے کی قدر میں کمی کے نقصان سے بچنا چاہتا ہو تو علماء نے اس کا حل یہ تجویز کیا ہے کہ قرض روپے کے بجائے کسی ایسی جنس' مثلاً سونے یا چاندی کی صورت میں دے دیا جائے' جس کی قدر مستحکم ہو۔

لائحہ عمل

عوام الناس کے لیے لائحہ عمل

(1) سودی معاملات میں براہِ راست ملوث ہونے سے اجتناب کریں۔ ایسے اداروں کی ملازمت سے علیحدہ ہونے کی کوشش کریں جو براہِ راست سودی لین دین کرتے ہیں۔ بینک اکاؤنٹ رکھنا ضروری ہو تو کرنٹ اکاؤنٹ رکھیں یا لاکرز استعمال کریں۔ کسی کاروبار' تعمیری کام یا سہولت کی خریداری کے لیے سودی قرض نہ لیں۔

(2) اجتماعی زندگی میں سودی نظام ہونے کی وجہ سے جو سود بالواسطہ ہمارے وجود میں جا رہا ہے' اس کا کفارہ اس طرح ادا کریں کہ سودی نظام کے خاتمہ کے لیے مال و جان سے جہاد کریں۔ اس کی عملی صورت یہ ہے کہ عوام الناس کو سود کی حُرمت اور خباثتوں سے آگاہ کریں اور اس حوالے سے ذہنوں میں پیدا ہونے والے اشکالات کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

(3) کسی ایسی اجتماعیت میں شامل ہوں جو سودی نظام کو ختم کرنے کے لیے کوشاں ہو۔ اس اجتماعیت کی افرادی قوت کو بڑھانے کی کوشش کریں تاکہ جیسے ہی باعمل افراد کی معتدبہ تعداد میسر آ جائے، منظم احتجاج' سول نافرمانی اور اہم شاہراہوں اور حکومتی اداروں کا پُرامن گھیراؤ کر کے حکومت کو سودی نظام کے خاتمہ پر مجبور کر دیا جائے۔ سپریم کورٹ کے 24 جون 2002ء کے فیصلے نے ثابت کر دیا ہے کہ اس ملک سے سودی نظام کا خاتمہ ایک عوامی انقلابی تحریک کے بغیر ناممکن ہے۔

حکومت کے لیے لائحہ عمل

(ا) اصولی اقدامات

(1) حکومت پاکستان سود سے متعلق سپریم کورٹ کے 24 جون 2002ء کے فیصلے کو کالعدم قرار دے کر وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھنے

کے لیے سپریم کورٹ میں اپیل داخل کرے اور ملک سے سودی نظام کو ختم کرنے کے لیے مناسب مہلت حاصل کرلے۔

(2) دستورِ پاکستان سے وہ جملہ ترامیم فوری طور پر ختم کردی جائیں جو بلاسودی معیشت کے قیام کے حوالے سے رکاوٹ کا سبب بنتی ہیں۔

(3) ''کمیشن فار اسلامائزیشن آف اکانومی'' کو موثراور فعال بنایا جائے' حسبِ ضرورت اس میں مزید ماہرین وعلماء کو شامل کیا جائے اور اب تک مختلف کمیٹیوں نے غیر سودی معیشت کے قیام کے لیے جو سفارشات دی ہیں' ان کی روشنی میں عملی اقدامات کیے جائیں۔

(4) رِبا کی حرمت' اس کی خباثت اور اس حوالے سے اشکالات کے جوابات کو آیاتِ قرآنیہ' احادیث نبویہؐ اور عقلی دلائل کی روشنی میں جملہ ذرائع و ابلاغ کے ذریعے نشر کیا جائے' تاکہ لوگ سود کو چھوڑنے اور اس سلسلہ میں کسی فوری منفعت کے نقصان کو برداشت کرنے کے لیے ذہناً وقلباً آمادہ ہو سکیں۔

(5) سرمائے یا نقد پر ربا کی لعنت کو بالکلیہ اس وقت تک ختم نہیں کیا جاسکتا جب تک زراعت کو بھی ربا سے پاک نہ کردیا جائے۔ لٰہذا جاگیرداری اور غیر حاضر زمینداری کے خاتمہ کے لیے بھی اقدامات کیے جائیں۔

(ب) فوری عملی اقدامات

(1) صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے باہمی قرضوں نیز وفاقی حکومت کے اسٹیٹ بینک سے لیے گئے قرضوں پر سود فوری طور پر ختم کردیا جائے' اس لیے کہ اس سے آمدن اور اخراجات پر من جملہ کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

(2) نیم سرکاری اداروں اور کارپوریشنوں جیسے واپڈا' ریلوے' PTCL وغیرہ کو جو قرضے حکومت نے دیے ہیں' انہیں فوری طور پر ایکویٹی میں تبدیل کردیا جائے۔

(3) حکومت کی بچت اسکیموں کے تحت حکومتی قرضوں پر مشتمل ہر نوع کے کھاتوں' بانڈز' سرٹیفکیٹس اور سیکیورٹیز وغیرہ پر سود کی ادائیگی فوری طور پر بند کی جائے۔ نیز ان قرضوں کے اصل زر (principal) کی ادائیگی کے لیے مناسب لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے۔

(4) سرکاری ملازمین کو مکان' کار یا موٹر سائیکل کی خرید کے لیے دیے جانے والے قرضوں پر سے سود لینے اور پراویڈینٹ فنڈ (GPF) پر سود دینے کو فوراً ساقط کردیا جائے۔

(5) بین الاقوامی سودی قرضوں کی ایڈجسٹمنٹ کے لیے Debt- Equity Swap کا طریقہ کار اختیار کیا جاسکتا ہے (اس طریقہ میں غیر ملکی حکومتوں /اداروں کو اس بات کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے واجب الوصول قرضوں کے عوض ملک کے اندر حقیقی سرمایہ کاری کریں' جس کے لیے حکومت انہیں لوکل کرنسی میں رقم مہیا کرنے اور ان کے منافع کی ادائیگی زرمبادلہ کی صورت میں کرنے کی ضمانت دیتی ہے)۔ اس کے لیے Latin American ممالک کا تجربہ مفید ہوگا۔

(6) تجارتی بینکوں کے لیے اجازت ہو کہ وہ real investment اور trading وغیرہ کے شعبوں میں بھی سرمایہ کاری کرسکیں۔ اس میں نہ کوئی شرعی قباحت آڑے آتی ہے اور نہ ہی کوئی دوسری مشکل ہے۔

(7) اسٹاک مارکیٹ میں سٹہ بازی کی صریح ممانعت ہو اور حصص (shares) کی صرف حقیقی خرید و فروخت (real trading) کی اجازت دی جائے۔

(8) بینکوں کے آڈٹ کا شرعی اعتبار سے ایک اضافی محکم نظام قائم کیا جائے۔